عہد حاضر میں سرزمین بہار کے غزل گو شعراء: ایک مطالعہ

عصمت خاتون

ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، پاٹلی پترا یونیورسٹی، پٹنہ

تلخیص: سرزمین بہار قدیم زمانے سے ہی علم وادب کا گہوارہ رہا ہے۔اس مردم خیز زمین نے کئی مذاہب کے بانی، ہزاروں بزرگانِ دین، اور بے شمار اہلِ قلم پیدا کیے ہیں جنھوں نے اپنی کاوشوں اور جانفشانی سے اس مقدّس سرزمیں کو گلزارِ ارم بنادیا۔ بہار کو صوفیوں کی نگری بھی کہا جاتا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ اردو غزل صوفیوں کی تہذیب سے آراستہ ہو کر ظہور پذیر ہوئی اور ہر عہد میں مختلف ماحول سے گزرتی ہوئی تمام تبدیلیوں میں راہ بناتے ہوئی آگے بڑھتی رہی اور اردو ادب کی سب سے مقبول ترین صنف سخن کا مقام حاصل کیا۔ کسی شاعر نے غزل کے حوالے سے بلکل درست فرمایا ہے کہ: '' ،ہم ہوئے، تم ہوئے کہ میر ہوئے، اس کے زلفوں کے سب اسیر ہوئے'۔ بہار کی یہ خوش نصیبی رہی کہ یہاں ہر عہد میں ماہرِ فن اور اساتذہ پیدا ہوتے رہے۔ جن میں مرزا عبدالقادر بیدلؔ، راسخ عظیم آبادی، جوششؔ، بسملؔ عظیم آبادی، شادؔ عظیم آبادی لاکھوں ایسے نام ہیں جن کے بغیر اردو شاعری کی تاریخ نامکمل ہے۔ دبستانِ دہلی اور دبستانِ لکھنؤ کی طرح دبستانِ عظیم آباد کی بھی ایک شاندار روایت رہی ہے۔ صدیوں کی طرح آج بھی بہار میں نامور شعراء کی ایک کہکشاں ہے۔ جن میں عالمی شہرت یافتہ پدم شری کلیم عاجزؔ، سلطان اخترؔ، قیصرؔ صدیقی، ظفر مجیبی، ناشادؔ اورنگ آبادی، شکیلؔ دسنوی، عالم خورشید، علیم اللہ حالی، ارمان نجمی، ظفر امام، خورشید اکبر، معراج احمد معراج، ذکی احمد، فہیم جوگاپوری، ظفر انصاری ظفرؔ، افتخار راغبؔ ایسے ہزاروں نام ہیں جنکے نام سے اردو شاعری کی تاریخ کے اوراق روشن اور تابناک ہے۔

کلیدی الفاظ: گلزارِ ارم #عنبریں#، ضوفشانی#خِطہ#موصوف #برجستگی#روداد #عزاداری# نغز بیاں# تطہیر#ناموعود#

ملک ہندوستان ایک کا ایک خِطہّ جسے دنیا کے نقشے میں بہار کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ خِطہ قدیم زمانے سے ہی اپنے علمی، ادبی، شقافتی اور سیاسی کارناموں کے لیے سارے جہاں میں مشہور و معروف ہے۔ سرزمین بہار کی تاریخ بڑی روشن اور تابناک ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ بہار کی تاریخ کے کی بغیر ہندوستان کی تاریخ کبھی بھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی تو غلط نہ ہوگا۔۔اس مقدس سرزمین پر کئی مذاہب کے بانی، بڑے بڑے اولیاء کرام، بزرگان دین، صوفی ،سنت، شہنشاہ، سیاست داں، مجاہدین، شاعر اور ادیب اور کئی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں جن کے ناموں سے بہار کی عظمت وابسطہ ہے۔

اس کی خاک سے مہاتما بدھ، گروگوبند سنگھ، مہاویر جین، حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد یحیٰ منیری، شیر شاہ سوری، عبدالرحیم صادق پوری، مولانا شیخ عبدالرزاق بہاری، شیخ الوقت مولانا عبدالنبی، مولانا عتیق بن عبدالسمیع بہاری، مولانا عبدالسمیع صادق پوری، فاضل بہار حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادری رضوی، چندر گپت موریہ، بندوسار، اجات سترو، آریہ بھٹ، بمبیسار، شہنشاہ جارسندہ، سمراٹ اشوک، سید سلیمان ندوی، کلیم

الدین احمد، عبدالمغنی، مظہرالحق، ڈاکٹر راجیندر پرشاد، جے پرکاش نارائن، استاد بسم اللہ خاں ایسے ہزاروں نام ہے جن کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔

بہار میں اردو شاعری کے حوالے سے اگر ہم بات کریں تو محمد معین الدین دردائیؔ نے اپنی تصنیف ''بہار اردو شاعری'' میں ملاّ محمد علیم تحقیق عظیم آبادی کو بہار کا سب سے پہلا شاعر تسلیم کیا ہے۔ آپ ملا محمد علیم تحقیق کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''بعض مؤرخین نے مرزا بیدلؔ کے سر پر اوّلیت کا تاج رکھا ہے، لیکن ملا محمد علیم تحقیق عظیم آبادی بیدل سے پہلے گزرے ہیں۔ عظیم آباد کو انکے مسکن اور مدفن دونوں ہونے کا فخر حاصل ہے۔ عالمگیر کے عہد میں تھے، اور شاہجہاں کا آخری زمانہ بھی انہوں نے دیکھا تھا، اور وہ یہ زمانہ تھا جب لکھنؤ کا تو کیا ذکر دہلی میں بھی کوئی اردو کا شاعر موجود نہ تھا۔ فارسی کے علاوہ ان کا اردو کلام بھی ملتا ہے۔

ملا محمد علیم تحقیق ہی کے ہم عصر سید عماد الدین عماد الدینؔ (۱۱۱۶ھ ۱۱۷۳ھ) ہیں۔ اس امر کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جب لکھنؤ اور دہلی میں کسی اردو شاعر کا وجود نہ تھا، اس وقت بہار میں کئی اردو شعراء موجود تھے۔''

بحوالہ: بہار اور اردو شاعری از محمد معین الدین دردائیؔ ص: ۱۵، ۱۴

بہار کی اردو شاعری کی تاریخ کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ دکن کی طرح بہار میں بھی اردو شاعری کی پرورش کی جا رہی تھی اور اردو یہاں بھی وہ پھل پھول رہا تھا۔ سرزمین بہار کی خاک سے لاکھوں نامور شعراء پیدا ہوئے جن میں ملاّ محمد علیم تحقیق عظیم آبادی

مرزا عبدالقادر بیدلؔ، میاں شیخ محمد روشن جوششؔ، شیخ محمد عابد دلؔ، میر مظہر علی جذبؔ، راجہ بہادر راجہؔ، محمد غلام حسین شورشؔ، مرزا محمد علی فدویؔ، حضرت شاہ احسان اللہ چشتی نظامی فخریؔ، منشی گنگا لال صاحب دماغؔ، شیخ غلام علی راسخؔ، شاہ ابوالحسن فردؔ پھلواری، شاہ الفت حسین فریادؔ، منشی آنند رام الفتؔ، خواجہ امین الدین امینؔ، شیخ ثابت علی ثابتؔ، منشی بنی پرشاد دلؔ، شاہ غلام مرتضیٰ جنوںؔ، خواجہ امام بخش امامی، شیخ غلام بخش حضورؔ، منشی منگل سین الفتؔ، کنور سکھراج بہادرؔ، شمس العلماء نواب امداد امام اثرؔ، سید الشعراء علی محمد شادؔ عظیم آبادی، مولانہ ظہیر الحسن صاحب شوق نیموی، حاجی شمس العلماء محمد سعید صاحب حسرتؔ عظیم آبادی، سید محی الدین حسن محویؔ، حضرت صفیرؔ بلگرامی، جناب فضل حق صاحب آزادؔ، ابو الجمال محمد احسن سخنؔ، مولانہ محی الدین صاحب تمناؔ عمادی مجیبی، حافظ سید شاہ محمد شفیع صاحب فردوسیؔ، شاہ اکبرؔ داناپوری، محسن عظیم آبادی، پروفیسر عبدالمنان صاحب بیدلؔ، پروفیسر اخترؔ احمد اخترؔ اورینوی، سید شاہ عبدالعزیز صاحب عزیزؔ، جناب ڈاکٹر عظیم الدین صاحب عظیمؔ، بسملؔ سنسناروی، سریر کابری، مسلم عظیم آبادی، شاقب عظیم آبادی، زار عظیم آبادی، پروفیسر اخترؔ قادری، مبارکؔ عظیم آباد بسملؔ عظیم آبادی، یگانہؔ چنگیزی، نازش سہسرامی، بی زیڈ مائلؔ، ارتضیٰ حسین ہوشؔ، صابرؔ بہاری، بہاء الدین کریم، عطا اللہ پالوی، مناظر احسن گیلانی عظیم آبادی، نازش سہسرامی، احمد عظیم آبادی، ضیاءؔ عظیم آبادی، ناصرؔ زیدی، حبیب آروی، احمد عظیم آبادی، جناب جمیل مظہریؔ، پرویز شاہدی عطا کاکوی، اجتبیٰ رضویؔ، بہزاد فاطمی، احسان دربھنگوی، وفا ملک پوری، بیتابؔ عظیم آبادی، نشورؔ واحدی، حسن امام دردؔ، رضا نقوی واہی، کیفؔ عظیم آبادی۔ رمزؔ عظیم آبادی، احقرؔ بہاری، رنجورؔ عظیم آبادی، علامہ واقف عظیم آبادی، شبنم کمالی وغیرہ ایسے لاکھوں نام ہیں جنہوں نے اپنے خونِ جگر سے اردو شاعری کی آبیاری کی جن کے ذکر کے بغیر اردو شاعری کی تاریخ نامکمل ہے۔ عہد حاضر میں بھی بہار کے شعراء روایت کی پاسداری کر رہے ہیں اور اردو شاعری کا چمن گلِ گلزار ہے۔

پروفیسر شاکر خلیقؔ

پڑھیں گی بعد کی نسلیں سند کے طور پر ہم کو

رواداری کی رسم خاندانی چھوڑ جائیں گے

عہد حاضر میں سر زمین بہار کے معروف و مشہور شاعر ذی علم شخصیت کے مالک پروفیسر شاکر خلیق صاحب عرصہ دراز سے آسمان شعر و سخن میں محوِ پرواز ہیں۔ موصوف کا حقیقی نام شاکر احمد یحیٰ ہے۔ آغاز میں آپ شاکرؔ تخلص فرماتے تھے بعد میں اپنے والد محترم کے نام کے بنسبت خلیق تخلص فرمانے لگے۔اردو ادب کی دینا میں آپ اپنے قلمی نام شاکر خلیقؔ سے مشہور ہیں۔آپ ہمہ جہت فنکار ہیں۔آپ نہایت خلوص طبیعت اور دیندار آدمی ہیں۔آپ کی تاریخ ولادت ۸؍ مئی ۱۹۴۵ء بہ اعتبار سند اور جائے ولادت موضع بھیرو پور (بدر پور) حاجی پور ضلع ویشالی ہے۔شاکر خلیقؔ صاحب ایک مذہبی اور ذی ذی علم خانوادا کے چشم و چراغ ہیں۔آپ کے والد محترم کا نام عبدالخالق خلیق اور والدہ ماجدہ کا محترمہ بی بی صفیہ خاتون ہے۔آپ کے والد صاحبِ کتب تھے، آپ کی دو کتابیں منظرِ عام آ چکی ہیں جن میں "تذکرہ آل تراب" اور" حاضری" (سفر نامہ حج بیت اللہ)۔شاکر خلیق صاحب نے بی۔اے،ایم۔اے،بی۔ایل اور پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے وکالت کے پیشہ کو اختیار کیا۔پٹنہ ہائی کوٹ اور در بھنگہ سول ہائی کوٹ میں وکالت کی،اس کے بعد آپ سی۔ایم کالج در بھنگہ،صدر شعبہ اردو فارسی کے عہدے پر ۳۱ مارچ ۱۹۷۱ء کو فائز ہوئے اس کے بعد آپ صدر شعبہ اردو، متھلا یونیورسٹی ہوئے۔صغریٰ حسن میموریل اردو گرلس ہائی اسکول (در بھنگہ) کے سیکریٹری بھی منتخب ہوئے۔سابق رکن فرسٹ اردو ایڈوائزری کمیٹی حکومت بہار اور سابق رکن قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی اپنے خدمات انجام دے چکے ہیں۔موصوف ادبی طور پر بہت متحرک اور فعال رہے۔آپ ایک کامیاب استاد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب اور شاعر ہیں۔کئی زبانوں پر آپ کو عبور حاصل ہے۔اس کی عمدہ مثال آپ کا شعری مجموعہ "احتساب جنوں" ہے جو ۲۰۲۱ء میں منظرِ عام پر آیا جس کا انتساب انہوں نے محترم عامر سبحانی صاحب (چیف سکریٹری، حکومت بہار) کے نام کیا ہے۔اس شعری مجموعہ میں شامل موصوف کی تحریر کردہ مضمون "عرض حال" کے عنوان سے شامل ہے جس میں رقم طراز ہیں:

"احتساب جنوں" میں اردو کے علاوہ نمونتاً فارسی،انگریزی،ہندی اور علاقائی زبانوں میں میتھلی کلام بھی شامل کر لیا گیا ہے تاکہ اہلِ ذوق حضرات زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہو سکیں اور زبان کی جگل بندی کی چاشنی ان کے کام و دہن کو تا دیر ذائقہ پہنچاتی رہے۔"

بحوالہ:احتسابِ جنوں از شاکر خلیقؔ،ص:۲۲

شاکر خلیقؔ صاحب ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔۔آپ نے سبھی اصنافِ سخن پر طبع آزمائی کی ہے۔آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔آپ کی غزلوں کا پہلا مجموعہ " اعتراف جنون"(۱۹۹۴ء) میں منظرِ عام پر آیا۔"نوشہ آخرت" آپ کی مناجات، حمد و نعت کا مجموعہ ہے جو (۲۰۰۷ء) میں شائع ہوا۔ آپ کا شعری مجموعہ " احتساب جنوں" (۲۰۲۱ء) میں شائع ہوا۔آپ ایک مقبول شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب بھی ہیں۔آپ کی دیگر تصانیف جس کی فہرست یہ ہے:

"جواہرات ادب" متھلا یونیورسیٹی کی پہلی درسی کتاب ۱۹۷۳ء

متھلا، بہار اور مگدھ یونیورسٹی کی درسی کتابیں ۱۹۷۴ء

"حُسین نوشہ توحید بلخی۔حیات اور کارنامے" ۱۹۹۳ء

''اوراق پریشاں'' (مضامین کا مجموعہ) ۲۰۲۰ء

''اردو کی کہانی فلموں کی زبانی'' ۲۰

''مسلم ایجوکیشن سوسایٹی،'' (انگریزی کتابچہ) ۱۹۷۵ء

''روح ادب''

''کائنات جنوں''

''سبد گل۔ شادیات و متفرقات''

اس فہرست سے شاکر خلیقؔ کی تخلیقی جہات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وہ مختلف شعری اور نثری اصناف پر یکساں قدرت رکھتے ہیں۔ خلیقؔ صاحب اردو ادب کی دنیا میں بحیثیت شاعر زیادہ مشہور ہیں۔

آپ نے سید شاہ عطاء الرحمٰن کاکوی کے ایماں پر شرف تلمیذ حاصل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ شاعری میں شاکر خلیقؔ کا تخلیقی سروکار غزل جیسی روایتی اور نظم جیسی جدید صنف سے بھی رہا ہے۔ شاکر خلیقؔ صاحب کی شاعری میں عصری حالات و کوائف اور زندگی کے نشیب و فراز کے تمام پہلوؤں کا عکس صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کبھی ہے 'اعتراف' اس کا کبھی ہے 'احتساب' اس کا
جنوں کے حوصلے کا معترف دیکھو زمانہ ہے

کیسے بیٹی بیاہی جائے گی
اب تو بیٹوں کا بھاؤ ہوتا ہے

گھر کے بٹوارے میں پنچوں کی عجب شازش ہوئی
منہدم گھر کو کیا ملبے کی پیائش ہوئی

فریبِ زندگی کھائے ہیں اتنے
کہ اب دل کو کوئی غم نہیں ہے

الگ ہو جائے گا جس دن یہ جسم و روح کا رشتہ
ہر اک رشتے پہ اپنی ضو فشانی چھوڑ جائیں گے

ایماں کی جو دولت وراثت میں ملی ہے
شاکر کسی دولت کی تمنّا نہیں کرتے

سلطان شمسیؔ

ہم راہ وفا میں جو نشاں چھوڑ کے آئے
صدیوں وہ ہمیں شام و سحر یاد کریں گے

عہد غاضر میں بہار کے غزل گو شعراء سلطان شمشیؔ صاحب کا نام اردو شاعری کے آسمان میں شمش کے مانند چمک رہا ہے۔ آپ کا اصل نام سلطان احمد تخلص شمشیؔ اردو شاعری کی دنیا میں اپنے قلمی نام سلطان شمشیؔ سے معروف و مشہور ہیں۔ آپ کی تاریخِ ولادت ۱۳، مئی ۱۹۴۵ء اور جائے ولادت مدھوبنی (بہار) ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام محمد یوسف اور والدہ ماجدہ کا نام حبیب النساء ہے۔ آپ کی شریکِ حیات کا نام نعیمہ خاتون ہے۔ آپ نے بی۔اے کی تعلیم بہار یونیورسٹی سے حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے
درس وتدریس کے خدمات انجام دیے مگر کچھ برسوں بعد محکمہ ڈاک میں ملازمت کرنے لگے۔ شیلانگ، میگھالے، سمستی پور وغیرہ میں ملازمت کرنے کے بعد خوش نصیبی سے آپ کا تبادلہ دربھنگہ (بہار) میں ہو تبادلہ ہو گیا اور آپ یہاں کی ادبی فضا سے فیضیاب ہوئے اور آپ کی شاعری پروان چڑھی۔ آپ کئی ادبی اور نیم ادبی انجمنوں سے وابسطہ رہے۔ آپ نے "دائرہ ادب" کے نام سے ایک ادبی انجمن بھی قائم کی۔ سلطان شمشیؔ کو قدرت نے ایک شاعر کا دل دے کر پیدا کیا تھا۔ آپ نے کم عمری ہی سے شاعری کرنی شروع کر دی تھی۔ آپ ایک قادرالکلام شاعر ہیں آپ نے سبھی اصناف سخن پر طبع آزمائی کی مگر آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ "ریت کا سفر" ۲۰۰۷ء میں منظر، عام پر آیا جس کا انتساب آپ نے اپنے والدین اور شریک حیات کے نام کیا ہے۔ اس مجموعہ میں شامل ڈاکٹر مجیر احمد آزاد کا تحریر کردہ مضمون 'سلطان شمشی کی شاعری' کے نام سے شامل ہے اس میں آپ شمشیؔ صاحب کی شاعری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

"ان کی غزلوں میں جذبہ دل کی کیفیت کا رنگ نکھرا نکھرا ہے۔ اس میں راہ وفا کی گفتگو ہے، چشم ناز کی توصیف ہے، زلف عنبریں کی پاکیزگی کا ذکر ہے۔ سلطان شمشی کی غزلوں پر روایتی رنگ غالب ہے۔ وہ کلاسیکی اردو شاعری سے حد درجہ متاثر ہیں۔ انداز بیان بھی قدما کی طرح ہے البتہ عصری معاملات اور معاصر مسائل کی عکاسی سے گریز نہیں کرتے۔

سلطان شمشی زندگی اور اس کے تقاضوں سے واقف ہیں۔ تجربات ومشاہدات سے جو کچھ حاصل ہوا ہے اسے شعری پیکر میں ڈھال دیتے ہیں۔"

بحوالہ: ریت کا سفر از سلبطان شمشی، ص: ۱۷، ۱۶، ۱۴

ذیل میں ان کی مختلف غزلوں سے چند اشعار پیش کر رہی ہوں۔

مجھے شکایت الم نہیں زمانے سے
گلہ یہ ہے کہ اپنے ہوئے بیگانہ سے

کرب میں مبتلا ہے سارا جہاں
نفرتوں کا ہر طرف ہے سیلِ رواں

کاندھوں پہ اپنی موت لئے آئی زندگی
تم کو خبر نہیں ہے یہ دنیا عجیب ہے

نیاز مانائی روشنی تلاشنے والوں
سنبھل کے چلنا کہ جاری سفر ہے تیسہ کا

اپنے دامن میں جو لال و گہر ڈالے ہوئے

غیر کے آگے وہ کیوں ہیں ہاتھ پھیلائے ہوئے

سچائی سے آنکھ ملانا کھیل نہ سمجھو کھیل نہیں ہے

اپنی انا کو زندہ رکھنا کھیل نہ سمجھو کھیل نہیں ہے

سلطان شمسی ؔ کا دوسرا شعری مجموعہ ''انداز سخن'' ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ آپ کا قلمی سفر جاری و ساری ہے۔

منظور عادل ؔ

اُجالے مانگتے ہیں بھیک مجھ سے

اندھیرے میں چراغ طور ہوں میں

منظور عادل ؔ صاحب کا اصل نام منظور حسن تخلص عادل ؔ اردو شاعری کی دنیا میں اپنے قلمی نام منظور عادل ؔ سے معروف و مشہور ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۰ ؍ مئی ۱۹۵۰ء اور جائے ولادت ضلع ویشالی (بہار) ہے۔ آپ کے والد کا نام امیر علی اور والدہ کا نام بی بی زینت خاتون ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسے سے حاصل کی اور میٹرک کی سند آپ نے مدرسہ عالیہ سے حاصل کی۔ تعلیم کا سلسلہ جاری تھا مگر حالات ساز گار نہیں رہے آپ نے جب بی۔ کام میں داخلہ لیا تو والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ گھر کی ذمہ داری کو اپنا فرض سمجھا اور اپنے خاندانی پیشہ کاشتکاری کو اختیار کیا۔ منظور عادل ؔ صاحب ایک نیک انسان اور زندگی سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔ کم عمری سے ہی آپ کو شاعری کا شوق ذوق تھا۔ خوش نصیبی سے آپ کے چچازاد بھائی محمد حبیب جو شباب ؔ تخلص فرماتے تھے آپ نے ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کا پہلا شعری مجموعہ '' اُجالے قسطوں کے'' ۲۰۱۴ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کا انتساب آپ نے اپنی شریکِ حیات سیدہ خاتون، اپنی اولادیں اور خاندان کے نام کیا ہے۔

آپ کا دوسرا شعری مجموعہ '' جسے ہم بھول گئے '' کے نام سے ۲۰۲۰ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کتاب میں منظور عادل صاحب کا مضمون ''ناچیز کی سنیے '' کے نام سے شامل ہے جس میں انہوں نے اس کتاب کے شائع ہونے کا ذکر کیا ہے۔ آپ ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ نے سبھی اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے، مگر آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔ آپ کی غزلوں میں انسانیت کا درس محبت کا درس جابجا دکھائی دیتا ہے۔ آپ نے قدرت کے حسین منظر کو بھی اپنی شاعری میں بہت دلکش انداز میں رونما کیا ہے۔ عہدِ حاضر کے مسائل کو بھی آپ نے اپنی غزلوں میں پیش کیا ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ پیش کر رہی ہوں ملاحظہ فرمائیں:

عشق کا تو مقام کیا جانے

آدمی کو بھی وہ خدا کر دے

ایک قطرے کی کیا حقیقت ہے

یہ سمندر کو بتانے سے رہا

جب سے منسوب ہوئی ہے اُسکے عادل

زندگی اور مہکتی ہے غزل میں دیکھو
دنیا نے زندگی کو تماشا بنا دیا
تیشہ کسی کو زہر کا پیالہ تھما دیا
نگارِ فکر کو ہے تازہ پیرہن کی تلاش
وہ سارے طرزِ سخن ہو گئے پرانے سے
پہلے دل سے دل کا رشتہ ہوتا تھا
اب عادل یہ رشتہ کاروبار لگے
درد بازار میں نہیں بکتے
گھر کے آنگن میں خود اگاتے ہیں
راستے میں ہرے درختوں سے
چین ملتا ہے گفتگو کر کے
سبز موسم، رُت سہانی وقتِ شام
چپ نہ رہیے کچھ نہ کچھ فرمائے
رونقیں رقص میں ہیں پاؤں میں گھنگرو پہنے
بیخودی میں ہے نظارے ترے آجانے سے
ہم غمِ ہستی سے بھی لیں گے خراج
ہے بہار آنے کو مت گھبرایئے

میر سجادؔ

زندہ ہیں تو ہم اہل قلم لکھتے رہیں گے
ہر دور کی روداد الم لکھتے رہیں گے

صوفیوں کی سرزمیں پھلواری شریف (بہار) میں آپ کی ولادت ۲۵ جنوری ۱۹۴۰ء کو ہوئی۔ آپ کا نام میر سجّاد اور تخلص سجّادؔ ہے۔ آپ کے والد محترم کا نام جناب میر محمد شہزادہ اور والدہ ماجدہ کا نام رئیشہ خاتون ہے۔ آپ عہد حاضر کے نامور غزل گو شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کا شعری مجموعہ ''کوزے میں سمندر'' ۲۰۱۳ء اور ''شہرِ افکار'' ۲۰۱۷ء کو منظرِ عام پر آیا۔ ان دونوں شعری مجموعے کا انتساب آپ نے اپنے والدین کے نام کیا ہے۔

میر سجّاد صاحب کی شاعری ان کی شخصیت کا آئینہ ہے۔۔آپ کو قدرت نے ایک حساس شاعر کا دل عطا کیا۔آپ نے انسانیت کا درس،، آج کی تیز رفتار دنیااور حوادث روزگار کو بھی اپنی غزلوں کا محور بنایا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

انانیت کے شکنجے سے آیئے باہر
بڑا وہی ہے جو ہر شخص کو بڑا جانے

مجھے یقیں ہے وہ فیصلہ بدل دے گا
اگر ضمیر کو اپنے کبھی جھنجھوڑے گا

تنہائیوں کی دھند اتنی تیز ہے
ہر شخص جیسے تیر رہا ہے خلاؤں میں

تمام شہر میں رنج وملال ہے پیارے
میری حیات بھی زندہ مثال ہے پیارے

افسانہ حقیقت کا سنائیں گے جہاں کو
انسانوں پہ جو گزرے گی ہم لکھتے رہیں گے

یہی تو قصّہ وحال ہے پیارے
کبھی عروج تھا اب زوال ہے پیارے

وقت سجّاد جوں جوں بدلتا رہا
رنگ اپنا غزل بھی بدلتی رہی

مرغوب اثر فاطمی گیاوی

لفظ میں جادو نہیں ہے ایک حقیقت ہے جناب
ہم حفاظت کر رہے ہیں کاغذی تلوار کی

پیغامِ حقیقت کا شاعر، اعلیٰ قدروں کا پاسدار جذبہ ہمدردی سے سرشار خدمتِ خلق سے دلچسپی اور پیکرِ خلوص، سیکولر مزاج اثر فاطمی صاحب عہدِ حاضر میں اردو غزل گو شعراء میں بے حد مقبول ہیں۔آپ کا حقیقی نام مرغوب اثر فاطمی اور اثر تخلص فرماتے ہیں۔آپ ایک دیندار گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔

۔آپ کی تاریخِ ولادت ۵؍ فروری ۱۹۵۱ءاور جائے ولادت موضع بیلا، ضلع اورنگ آباد(بہار) ہے۔آپ کے والد کا نام سید مسعود احمد اور والدہ کا نام سیدہ حبیبہ خاتون ہے۔آپ کی شریک حیات کا نام سیّدہ شاہدہ فاطمی ہے۔آپ نے ۱۹۶۴ءمیں میٹرک کی سند آر۔بی۔آر۔ہائی اسکول،رفیع گنج،(اورنگ آباد) سے حاصل کی۔۱۹۶۹ءمیں رانچی یونیورسٹی،رانچی سے بی۔ایس۔سی کی سند اور ۱۹۷۲ءمیں ایل۔ایل۔بی(بی۔ایل) کی سند بہار کی معروف و مشہور تعلیم گاہ مگدھ یونیورسٹی سے حاصل کی۔ حصول تعلیم سے فارغ ہوکر ۱۹۷۴ءمیں بہار پولس میں آپ بطور سب انسپیکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے اور اپنے خدمات انجام دیتے ہوئے سینئر ڈی۔ایس۔پی کے اعلیٰ عہدے سے فروری ۲۰۱۱ءمیں سبکدوش ہوئے۔ موصوف پیشہ کے اعتبار سے محکمہ پولس میں تھے مگر قدرت نے انہیں ایک شاعر کا دل عطا کیا تھا۔شاعری ک فطری ذوق و شوق آپ کو ہمیشہ رہا مگر ملازمت کی مصروفیت کے سبب آپ نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ جب آپ م ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو علم و ادب اور شاعری کی خدمت کرنے لگے۔آپ کی ادبی خدمات کے لیے ۲۰۱۲ءاور ۲۰۱۴ءمیں 'بہار اردو اکاڈمی' پٹنہ نے آپ کو ایوارڈ سے سرفراز بھی کیا ہے۔ آپ ایک کامیاب پولس افسر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب شاعر کی بھی حیثیت سے بھی معروف و مشہور ہوئے۔اشرؔ فاطمی صاحب اپنی تخلیقی سفر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ :

"میں بھی زمانہ طالب علمی سے شاعری کا شوق پالا ہے جو اُس دور میں دبا دبا سا رہا۔پھر ملازمت' وہ بھی محکمہ پولس میں۔وقت کی قلتاور منصبی مشغولیت نے شاعری نے شاعری بہاؤ شاعری کو متاثر کیا۔پھر بھی تخلیقات ہوتی رہی اور بیاض میں پڑی رہیں۔ملازمت سے سبکدوش ہو کر میں شہر گیا(بہار) میں مستقل طور پر مقیم ہو گیا۔محترم پروفیسر(ڈاکٹر) محمد منصور عالم صاحب' سابق صدر شعبہ اردو درس و تحقیقات 'مگدھ یونیورسیٹی'،بودھ گیا، بھی گیا شہر میں مقیم ہیں۔اُن سے ملاقاتیں بڑھیں تو میں نے ان کو چیزیں دیکھلائیں۔انہوں نے نہ صرف حوصلہ افضائی کی بلکہ قیمتی وقت نکال کر ان چیزوں کی نوک پلک درست فرمائی۔ مجھے فخر ہے کہ مجھے اس نابغہ روزگار کی سرپرستی حاصل ہوئی اور انکی استادی کا بھی شرف حاصل ہوااور ہنوز ہے۔"

بحوالہ: " خیمہ بہار" از مرغوب اشرؔ فاطمی، ص:۱۲

اکیسویں صدی میں آپ کے کئی شعری مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں جن میں "منزلِ دشوار'](۲۰۱۲ء)"شجر سایہ دار" (۲۰۱۴ء)"خیمہ بہار"(۲۰۱۸ء)"رنگ چمن زار"(۲۰۲۳ء) اور "نظموں کا آبشار"(۲۰۲۳ء) شامل ہیں۔" نظموں کا آبشار" جو اپنے نام سے ظاہر ہے اس مجموعہ میں موصوف کی صرف نظمیں شامل ہیں۔اس کے فلیپ پر ڈاکٹر زین رامش کے تاثرات رقم ہیں۔ڈاکٹر زین رامش نے لکھاہے کہ :

"فاطمی کی مذکورہ نظموں کا اختصاص یہ بھی ہے کہ انھوں نے نظم نگاری کے بنیادی فنی تقاضوں کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے سکّہ رائج الوقت تعمیری اور فکری روش سے احتراز کیا ہے اور متنوع عصری موضوعات کو ترجیح دی ہے۔"نظموں کے آبشار" کو ہم معاصر اردو شاعری کی بشارت نو کے طور پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔"

مرغوب اشرؔ فاطمی ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔ آپ نے سبھی اصناف سخن پر طبع آزمائی کی ہے مگر آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔آپ نے اپنی غزلوں میں عہدِ حاضر کے مختلف مسائل جیسے تعصب،فریب، تنگ نظری، سماجی ناہمواری، خود غرضی، جیسے مختلف موضوعات پر اشعار کہیں ہیں۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

میرے دشمن کا میرے گھر آنا

یہ بھلا کیسے بے سبب ہو گا

کوئی تو چیز ہے فہم و گماں سے بالاتر

کہ اہل علم بھی اکثر فریب کھاتے ہیں

خندہ پیشانی کے پیچھے مصلحت

گاؤں تک شہری طریقے آ گئے

وہ فخرِ شہر ابھی مجھ سے بدگمان تو ہے

مگر پڑوسی ہے اس کا بھی اک مکان تو ہے

بھیجا بلاوا برسوں پہ وہ بھی رقیب سے

یہ بھی ہے ایک اداسی میرے مہربان کی

نئی سمتوں میں طائر آب و دانا کے لیے نکلے

حرض کیا ہے ذرا ہم بھی رواجوں سے نکلتے ہیں

رازِ دل عیاں ہو گا درد کچھ سوا ہو گا

بس یہی تو خطرہ ہے حالِ دل سنانے میں

تاج پیامی

تم اپنے عہد میں قانون یہ بنا ڈالو

خطا کسی کی بھی ہو نام تم میرا لکھنا

تاج پیامی کی تاریخِ ولادت ۲۵ء جنوری ۱۹۴۰ء اور جائے ولادت جگدیش پور (بھوجپور، آرہ) ہے۔ آپ کے والد حضرت عبدالحامد خاں کو آرہ ضلع کے پہلے گریجویٹ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے والد محترم پیشہ کے اعتبار سے معلم تھے اور کالج میں تاحیات درس و تدریس کے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی معلمہ تھیں۔ آپ کے دادا امیر بخش خاں آنریری مجسٹریٹ تھے۔ تاج پیامی ایک تعلیم یافتہ اور خوشحال زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے آبا و اجداد شاہجہاں کے دور حکومت میں غزنی (افغانستان) سے ہندوستان آئے تھے اور دلّی فوج میں اپنے خدمات انجام دیے۔ اورنگ زیب کے پوتے شہزادہ عظیم الشان نے جب پاٹلی پتر شہر کو عظیم آباد نام سے بسایا تب ان کے ساتھ ان کے مورثِ اعلیٰ بھی آئے۔ تاج پیامی کو دولت اور شہرت وراثت میں ملی تھی۔ آپ ذی علم شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۶ء میں انگریزی مضمون میں (ایم۔اے) کی سند مگدھ یونیورسٹی سے اور ۱۹۷۱ء میں جغرافیہ میں (ایم۔اے) کی سند پٹنہ یونیورسٹی سے حاصل کی اور اپنی تعلیم کو جاری و ساری رکھتے ہوئے آپ نے پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور تاج پیامی سے ڈاکٹر تاج پیامی ہو گئے۔ حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے اپنے والد کی طرح درس و تدریس کے مقدس پیشہ کو اختار کیا اور اپنے خدمات انجام دیتے ہوئے ۲۰۰۰ء میں (ویر کنور سنگھ یونیورسٹی) سے ریڈر ہو کر شعبہ جغرافیہ (ایچ۔ڈی۔ جین۔ کالج) سے سبکدوش

ہوئے۔موصوف ایک نیک انسان،کامیاب استاد اور مقبول شاعر ہیں۔ادب کی محبت کے سبب آپ کا رشتہ ہمیشہ کاغذ اور قلم سے استوار رہا۔آپ ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر اور ادیب ہیں۔آپ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں۔آپ کا پہلا شعری مجموعہ ”آئینہ غزل“ ۱۹۸۵ء اور دوسرا ” روحِ غزل“ ۲۰۱۶ء میں منظرِ عام پر آیا۔آپ شاعری کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں عہد حاضر کے مختلف موضوعات کے ساتھ تقسیم ملک کا درد اور زمینداری نظام کے خاتمہ کا کرب بھی موجود ہے۔ڈاکٹر تاج پیامی عہدِ حاضر میں بہار کے نامور اردو غزل گو شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔۔موصوف کی دیگر تصانیف میں

”مزاحیہ شاعری اور چند مزاحیہ شعراء“(۲۰۰۷ء(

”مولانہ وحید الدین خاں اور دیگر مضامین“(۲۰۱۱۴)اور” شعور تنقید“ بھی منظرِ عام پر آچکی ہیں۔

منصور خوشترؔ

محبت کرنے والوں کا الگ ایک اپنا مذہب ہے

وہ راہِ عشق میں سود و زیاں دیکھا نہیں کرتے

نئی نسل کے غزل گو شعرأ میں منصور خوشترؔ صاحب کا نام کافی نمایاں ہے۔

آپ کی تاریخِ پیدائش ۳؍ مارچ اور جائے پیدائش ضلع در بھنگہ (بہار) ہے۔آپ ادبی طور پر بے حد فعال اور متحرک ہیں۔

منصور خوشترؔ ایک ہمہ جہت فنکار ہیں۔موصوف نے اپنی کاوشوں او جانفشانی سے جو شہرت پائی وہ قابل رشک ہے آپ ایک اعلیٰ درجہ کے صحافی،افسانہ نگار اور شاعر کی حیثیت سے اردو ادب کی دنیا میں بے حد معروف و مشہور ہیں۔ہے۔ منصور صاحب ایک بے باک صحافی،افسانہ نگار، تنقید رگار، مضمون نگار کی حیسیت سے بھی کافی مشہور ہیں۔شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری پر بھی ایکساں اقدرت رکھتے۔منصور خوشترؔ کی اگر ہم بلخصوص شاعری کے حوالے سے گفتگو کریں تو آپ کے دو شعری مجموعے منظرِ عام پر آچکی ہیں جن میں پہلا” کچھ محفل خوباں کی“ (۲۰۱۵ء) جس کا انتساب آپ نے اپنے والدین کے نام کیا۔ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی نے آپ کی غزلوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

”منصور خوشترؔ نے حیات و کائنات کی بڑھتی ہوئی پیچیدگیوں اور انکشاف کائنات وذات اور معاشرہ کے انگنت امکانات کو اپنی غزلوں سے محسوس کرایا ہے۔ان کے لہجے میں اور فکری میلان میں قدیم و جدید اور روایت و بغاوت کی جو کشمکش نظر آتی ہے وہی ان کے یہاں صحت مند اور تعمیری تشکیک ب گئی ہے۔

منصور خوشتر کی غزلوں میں احساس کا پلہ بھاڑی ہے۔آج کی زندگی نیم کا کڑوا پیڑ ہے۔اس نیم کے پیڑ کی کرواہٹ جب منصور خوشترؔ کی غزلون میں لبادہ اوڑھ کر نظر آتی ہے تو تنہائی کا غم،خواب اور حقیقت کا تصادم،بے چہرگی کا کرب اور صنعتی زندگی کا قہر سامنے آتا ہے۔اایک خاص نوع کی اداسی ہوتی ہے جو ان کے جذبات واحساسات کو مصنوعی ہونے سے بچاتی ہے۔“

بحوالہ:”کچھ محفلِ خوباں کی“ از منصور خوشترؔ،ص:۱۱،۱۰

منصور خوشترؔ کی شاعری کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر سیّد احمد قادری صاحب کے تاثرات اس شعری مجموعہ ''کچھ محفلِ خاباں'' کے فلیپ پر درج ہے، وہ لکھتے ہیں کہ :

''جدید شعری منظر نامے پر منصور خوشترؔ نے اپنی شگفتہ بیانی سے ایک خاص پہچان بنائی ہے۔ان کی شاعری میں فکری آگہی، فنّی نزاکت، ندرت اسلوب اور الفاظ کے مزاج و معنی کے برتنے کی جو کارفرمائی ہے، نیز معمولی موضوع کو بھی اپنے فکری و فنّی فہم وادراک سے تہہ دار بنانے کا جو عمل ہے، وہ اعلیٰ تخلیقی یافت کی ضمانت ہے۔اپنے منفرد لب ولہجہ کی شاعری میں عصری حسّیت، عصری مزاج اور عصری تقاضوں کو شامل کرکے اسے انھوں نے اعلیٰ اور معیاری بنانے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ حسن وعشق کے اظہار میں بھی جو تازگی، شگفتگی اور برجستگی کی ایک خاص فضا اور کیفیت پیدا کی ہے، وہ ان کی شاعری کو منفرد اور معتبر بناتی ہے۔انہوں نے اپنی غزلوں میں عصری سیاسی، سماجی اور معاشرتی تقاضوں کی ترجمانی جس سلیقے اور ہنرمندی کے ساتھ پیش کی ہے، وہ ان کے گہرے شعور و آگہی کی مظہر ہیں۔''

منصور خوشترؔ صاحب کا دوسرا مجموعہ کلام'' کاشہ دل''(۲۰۲۲ء) میں منظرِ عام پر آیا جس کا انتساب آپ نے اپنے استاذ محترم پروفیسر طرزی کے نام کیا ہے۔

چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کہ ایسی اب زمانے کی روش ہے
کہ اندر جو بھی ہو، باہر ہے بدلا

سیکڑوں قتل کیس جس نے وہی منصف ہے
شہر کا تیرے ہے دستور نرالا

براوقت اور کیا ہوگا بے حسی کا
بجھانے پر بدی کا شعلہ اب بجھتا نہیں ہے

نئی تہذیب ہی نے کی ہے نیورو سرجری جو
ہمارا خود، ہمارا چہرا اب لگتا نہیں ہے

فیس بوک اور ٹیوٹر کا زمانہ آیا
کتنے اقدار جو اعلیٰ تھے ہم سے گزرے

یتناجی نے کب دیکھے بھی
بھوکے، سوکھے، پیلے چہرے

مہربانی ہے نئی تہذیب کی
کرگئی کتنا ہمیں ننگی ہوا

کس لئے ان کے اثر میں فرق ہے

ایک ہے مسجد کی مندر کی ہوا

بے وفا لوگوں سے خوشترؔ مت ملو

پتھروں سے شیشے ٹکراتے ہو کیوں؟

موصوف کی شاعری اور شخصیت کے حوالے سے ایک کتاب (۲۰۱۹ء) میں منظرِ عام پر آئی جس کا نام " ڈاکٹر منصور خوشترؔ: نئی صبح کا استعارہ" جس کو ڈاکٹر کامران غنی صباؔ نے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب منصور خوشترؔ پر ایک بہترین کتاب ہے جس میں شامل مختلف مضمون انکی شاعری اور شخصیت پر روشنی ڈالتی ہے۔

منصور خوشترؔ کا قلم رواں دواں ہے۔

ڈاکٹر احمد معراجؔ

دیجیے داد مرے ذوق سخن کی معراجؔ

شاعرِ نغز بیاں، شیریں نوا میں بھی ہوں

سرزمیں بہار کے نئی نسل کے شعراء میں ڈاکٹر احمد معراج کا نام سرِ فہرشت ہے۔ آپ کا حقیقی نام معراج الدین خان اور تخلص معراج ہے۔ اردو شاعری کی دنیا میں اپنے قلمی نام ڈاکٹر احمد معراج سے معروف و مشہور ہیں۔ احمد معراجؔ صاحب کا آبائی وطن ارنا (چھپرہ، بہار) ہے۔ موصوف کی تاریخِ ولادت ۷، جنوری ۱۹۸۶ء ہے۔ والد محترم کا نام عبداللہ خان اور والدہ ماجدہ کا نام نجمہ بیگم ہے۔ آپ نے اردو زبان میں (ایم۔اے) کی تعلیم حاصل کی اور آپ نے اپنی محنت اور لگن سے پی۔ایچ۔ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی۔ آپ کو شاعری کا ذوق و شوق طالب علمی کے زمانے سے ہی تھا۔ خوش نصیبی سے حلیم صابر سے شرف تلمذ رہا۔ ڈاکٹر احمد معراجؔ صاحب کی شاعری کا پہلا شعری مجموعہ " صحرائے جنوں" ۲۰۲۲ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اس کا اپنے والدین کے نام کیا ہے۔ احمد معراجؔ کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے ایم۔ نصراللہ نصر صاحب لکھتے ہیں کہ:

"احمد معراج کی شاعری حادثات حیات، زندگی کے تضاد و تموجات، انتشار و آویزش کی تعبیر ہے اور عصری کرب و کشمکش کا بیانہ بھی۔ ان کی شاعری کا روح اور روحانیت، عشق اور رومانیت سے بھی گہرا رشتہ ہے۔ اس میں تزکیہ نفس، تطہیر باطن کے ساتھ ساتھ، جمالیاتی اور جذباتی تسکین کا عنصر بھی ہے۔ ایک ہی کیفیت پر احمد معراج کی شاعری مرکوز یا منحصر نہیں بلکہ مختلف کیفیات ہیں جن سے ہر فرد یا معاشرے کو گزرنا پڑتا ہے۔"

بحوالہ: " صحرائے جنوں" از ڈاکٹر احمد معراجؔ، ص: ۲۲

معراجؔ صاحب کی شاعری کا ایک خاص پہلو تصوف بھی ہے۔ موصوف ایک ذی علم شخصیت کے مالک ہیں۔ ایک کامیاب شاعر کی پہچان یہ بھی ہے ہے وہ ادب برائے زندگی کا قائل ہو اور معراجؔ صاحب نے اپنی شاعری میں عہد حاضر کی زندگی کے مختلف رنگوں کی عکاسی بڑے فنکارانہ انداز میں پیش کیا ہے ۔بطور مثال چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہوں

جن کے گردن پر اپنا سر ہی نہیں

مارے گئے حیات کے ہاتھوں جو بد نصیب
ان کو لحد کی گود میں آرام مل گیا

ہے بعد موت شدت غم من و عن ہنوز
دل مبتلائے کرب ہے زیر کفن ہنوز

دیکھنے میں کل جو تھی گلزارِ زندگی
چبھ کیوں رہی ہے آج مثل خار زندگی

عزاداری فقط اک رسم بن کر رہ گئی ہے اب
کسی کی موت پر کس ی کو بھلا فرصت ہے ماتم کی

عجیب کشمکش زیست سے گزرنا پڑا
ذرا سی جینے کی چاہت میں روز مرنا پڑا

وہ اکیلا ہی نکلتا تو کوئی بات نہیں
ساتھ آدم کو لئے خلد سے شیطاں نکلا

خوش لباسی پہ ناز کرتا ہے
بے لباسی میں جس کی عمر کٹی

نئی تہذیب کی دیکھی یہ عجب عریانی
خوش لباسی میں بدن جس کا عریاں نکلا

پہلے بیمار ہم کو کیا
پھر دوا دے کر مارا گیا

بعد قضا بھی عشق نے دکھلایا معجزہ
زیر لحد چمکتا ہے میرا کفن ہنوز

ڈاکٹر احمد معراج کو ان کی ان کی ادبی خدمات کے لیے کئی انعامات سے بھی سر فراز کیا جا چکا ہے جن میں * بہار اردو اکاڈمی ایوارڈ * قاضی عبد الودود ایوارڈ * وکیل اختر ایعارڈ * شہود عالم آفاقی ایوارڈ * ڈاکٹر جاوید نہال ایوارڈ شامل ہیں۔

موصوف کو شاعری کے ساتھ تحقیق اور تنقید پر بھی عبور حاصل ہے۔ آپ کی کتابیں بھی ترتیب و تالیف کی شکل میں آچکی ہیں جن میں

ا۔ آنکھوں دیکھی: تجزیہ (ترتیب و تنقید (

Tareekh- e- Adab-e-Urdu
Quarterly Bilingual Interdisciplinary Research
Peer-Reviewed Journal
تاریخ ادب اردو

۲۔گلستانِ وارث (تحقیق وتدوین(

موصاف کا قلم رواں دواں ہے اور کی تخلیقات اخبارات اور ادبی رسائل کی زینت بنتی رہتی ہے۔

اسد رضوی

سکون لٹتا رہے گا فضا ہی ایسی ہے

تمہارے شہر کی آب و ہوا ہی ایسی ہے

پورا نام سید اسد علی رضوی ہے اور تخلص رضوی فرماتے ہیں۔ادبی دنیا میں آپ اپنے قلمی نام اسد رضوی سے معروف و مشہور ہیں۔آپ کی تاریخ ولادت ۹؍ دسمبر ۱۹۵۶ء ہے اور جائے ولادے محمد پور مبارک، ضلع مظفر پور، (بہار) ہے۔آپ کے والد محترم کا نام سید محمد الحسن رضوی اور والدہ محترمہ کا نام سیدہ ناز نین ہے۔ آپ نے بی۔ایس۔ سی۔ کی تعلیم بہار یونیورسٹی، مظفر پور اور ڈپلومہ اِن کمپوٹر سائنس کی تعلیم دہلی سے حاصل کی۔موصوف نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۷۴ء میں کیا۔آپ ایک شاعر کے ساتھ ساتھ ایک افسانہ نگار اور ڈرامہ نگار کی بھی حیثیت سے جانے جاتے ہیں مگر بلخصوص شاعر کی حیثیت سے زیادہ مقبول ہیں۔ اسد رضوی صاحب ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔ موصوف کے دو شعری مجموعے جن میں پہلا " پلکوں کے صدف"(۲۰۱۲ء)دوسرا" آدابِ سخن"(۲۰۱۷ء) میں منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

مضمون کی طوالت کی وجہ سے بہت سارے شعراء جن کا تفصیل سے ذکر نہیں ہو سکا جن میں غالب ایاز، مراق مرزا، حیدر وارثی، کلیم اختر، ولی اللہ ولی، مظفر ابدالی، عین تابش، پریم کرن، اختر امام انجم، متین عمادی، غیاث انجم، تفضیل احمد، شمیم ہاشمی، حفیظ بیتاب، کفیل انور، بدیع الزماں سحر، منصور عمر، کوثر مظہری، جمال اویسی، عطا عابدی، لطف الرحمٰن، شکیب ایاز، سید احمد شمیم، گوہر شیخ پوری، ظفر عدیم، معین کوثر، صبا نقوی صاحب وغیرہ شامل ہیں ان سب کی شعری تخلیقات منظرِ عام پر آچکی ہیں اور یہ سب شعراء عہد حاضر کے نامور اردو غزل گو شعراء میں شمار کیے جاتے ہیں۔

کتابیات

بنیادی ماخذ:

نام کتاب	مصنف	مقام اشاعت	سن اشاعت
احتساب جنوں	پروفیسر شاکر خلیق	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۲۱ء
کوزے میں سمندر	میر سجّاد	میر اردو مرکز، بہار	۲۰۱۳ء
شہرِ افکار	میر سجّاد	دارالاشاعت مصطفائی، دہلی	۲۰۱۷ء
کچھ محفلِ خوباں کی	منصور خوشتر	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۱۵ء
اُجالے قسطوں کے	منظور عادل	نیا سویرا فاؤنڈیشن، کلکتہ	۲۰۱۴
خیمۂ بہار	مرغوب اثر فاطمی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۱۸۴
پلکوں کے صدف	اسد رضوی	ادبستان پبلی کیشنز، دہلی	۲۰۱۲ء

صحرائے جنوں	ڈاکٹر احمد معراجؔ	عرشیہ پبلیکیشنز، دہلی	۲۰۲۲ء
روح، غزل	تاج پیامی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۱۶ء

ثانوی ماخذ:

بہار اور اردو شاعری	محمد معین دردائیؔ		۱۹۴۷ء
تذکرہ شعرائے منیر شریف	سیّد شاہ مراد اللہ منیری	پاٹلی پترا لیتھو پریس، پٹنہ	۱۹۸۸ء
تذکرہ صوفیائے بہار	ڈاکٹر محمد حفظ الرحمٰن	سیوہاروی ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	۲۰۲۱ء
تاریخ ادب اردو (جلد سوم(	وہاب اشرفی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	
تاریخِ ادب اردو (جلد سوم)	وہاب اشرفی	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی	

میر سجاد کی تاریخِ پیدائش ۱۵ ؍جنوری ۱۹۶۱ء اور جائے پیدائش پھلواری شریف ہے۔

☆☆☆